ISSN Online: 3006-4708
ISSN Print: 3006-4694

SOCIAL SCIENCE REVIEW ARCHIVES

https://policyjournalofms.com

From Coins to Code: An Islamic Monetary Perspective on the Rise of Digital Assets

Abdullah Shakir[1]

[1] Advocate High Court Islamabad Pakistan, PhD scholar, School of Islamic Banking and Finance, International Institute of Islamic Economics, International Islamic University, Islamabad.
Email: abdullahshakir@live.com

DOI: https://doi.org/10.70670/sra.v3i3.1280

Abstract

As digital finance continues to develop at an unprecedented rate, old questions regarding its purpose and palm have become even more important. This research investigates crypto assets from the perspective of Islamic monetary principles looking at the intellectual and juristic trail "from Dinar to Digital." The classical Islamic scholarship of money was grounded in stability and intrinsic value along equitable exchange, and wealth protection (*ḥifẓ al-māl*). Such underpinnings, refined around gold, silver, and *fulus*, constitute the benchmark from which to assess the current realities of currency in the stabilization of value. This issue focuses particularly on the value of money in the classical Islamic scholarship, and the concepts of *ribā, gharar, thamanīyyah*, and *māliyyah*, to digital assets in their decentralized forms. Five of the most important classical positions on the nature of currency that simply is not gold or silver (conventional money). These have been studied to understand for us the classical positions on cryptocurrency to contemporary. This research draws from *fiqh* and classical monetary theory. To study these assets the study has divided them into four Main classes of digital assets: exchange-utility tokens, asset-backed stable coins, and algorithms. The study settles to the conclusion that no single classical categorization fully accommodates this asset class. It further recommends certain criteria for potential Shari'ah recognition of digital assets that include, but are not limited to, degree of transparency, asset-linkage, systemic stability, and avoidance of hyper-speculation. This research seeks to enrich the contemporary debate to harmonize Islamic monetary heritage and finance and technology.

Keywords: Islamic Finance, Islamic Monetary Theory, Cryptocurrency, Digital Assets, Blockchain, Shariah Compliance

تعارف

دنیا میں رائج الوقت کرنسیاں اپنے پیچھے برسوں کی تاریخ رکھتی ہیں۔قدیم تہذیبوں کی تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بنی نوع انسان کو اپنے خواہشات کے بہتر انداز میں حصول کے لیے ایک وقت درکار ہوا۔ ابتدا میں جب کرہ ارض پر لوگوں کی تعداد انگلیوں سے گنی جاسکتی تھی اس وقت انکی خواہشات بھی اسی طرح محدود تھیں لیکن جوں جوں وقت کا پہیہ چلتا رہا لوگوں کی ضروریات بھی بڑھتی گئیں اور ایک وقت ایسا آیا جب انسان یہ سوچنے پر مجبور ہوا کہ کیوں نہ ایسا کوئی ذریعہ ایجاد کیا جائے جس کو برویے کار لاتے ہوے وہ اپنی ضروریات کو بآسانی حاصل کر سکیں چنانچہ بعض مؤرخین کے مطابق سومری تہذیب کے لوگوں نے ولادت عیسی علیہ السلام سے کم وبیش 4 ہزار سال قبل اس بابت سوچنا شروع کردیا(2) ۔ بابلی اور اشوری تہذیبوں کے بارے میں بھی بتایا جاتا ہے کہ وہ

---

[1] Advocate High Court Islamabad Pakistan, PhD scholar, School of Islamic Banking and Finance, International Institute of Islamic Economics, International Islamic University, Islamabad. abdullahshakir@live.com

(2) ملاحظہ کیجئیے:النقود والصیرفة والسیاسة النقدیة، الدکتور علی کنعان 1/3، جامعة الدمشق 2011م

لوگ بھی سونا اور چاندی کے بغیر سکوں میں ڈھلے ٹکروں کو بطور کرنسی استعمال کرتے تھے[3] ۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ چینی خاتون بادشاہ وینتاك وہ پہلی خاتون تھیں جنہوں نے تاریخ انسانیت میں پہلی مرتبہ معدنیات کو بطور کرنسی متعارف کروایا ۔ انکی متعارف کردہ کرنسیوں پہ انکی ناخن کے نشان کندہ اور ثبت ہوتا جو ان کرنسیوں کے قابل استعمال ہونی پر دلالت کرتا۔[4]
اگر یورپ کی بات کی جائے تو ہمیں قدیم یونانی تہذیبوں میں برونز کے سکوں کا ذکر ملتا ہے ۔ یاد رہے کہ یونانی اقوام کان برونز کے سکوں کا اجراء انکی حربی میلان کو ظاہر کرتا ہے کیونکہ یونانی ان دنوں برونز سے ہی اپنے آلات حرب بناتے تھے۔ قدیم یونان میں متعارف کردہ ان سکوں کی اکائی ایک ہنر مند کی ایک دن کی مزدوری کے برابر سمجھی جاتی تھی۔[5] ولادت مسیح علیہ السلام کے 600 سال قبل یورپی بادشاہ لاڈیا کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ انہوں نے تاریخ میں پہلی مرتبہ صرف سونا اور چاندی کے سکے ایلیکترام کی نام سے متعارف کروائے ۔[6]
عرب دنیا میں ملك شام اور اس سے پہلے یمن کے باسیوں کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ سونا اور چاندی کی دریافت سے قبل یہ لوگ قیمتی پتھروں اور نوادرات کو برسوں بطور کرنسی استعمال کرتے رہے ۔ بعدازاں عرب دنیا میں یونانی سکوں کا رواج عام ہوا۔ حجاز سے ہٹ کر عرب کے کئی دیگر سلطنوں میں کچھ بادشاہ ایسے ضرور گزرے جنہوں نے ان یونانی سکوں پر اپنا نام اور ان شہروں کا نام کندہ کیا جنمیں یہ سکے ڈھلے جاتی تھے۔ البتہ حجاز کی تاریخ میں ہمیں ایسے کسی حکمران کا ذکر نہیں ملتا جس نے اپنے یا کسی اور کے نام سے سکوں کا اجراء کیا ہو۔[7]
ماہرین علوم قدیمہ کے مطابق اس کر جب انسان نمودار ہوا تو ابتدائی طور پر اسکی ضرورتیں بہت محدود ہوا کرتی تھیں تبھی وہ صرف انہیں چیزوں پر انحصار کرتے جنکو وہ خود پیدا کرتے یا اُگاتے ۔ پھر ایک دور آیا جب ایك انسان اپنی کسی ضرورت کے پیش نظر اپنے کسی رشتہ دار کے پاس جاتا اور ضرورت کی چیز اس سے مانگ لیتا اس طرح جب وہی رشتہ دار اس سے کسی چیز کا مطلبہ کرتا تو یہ بھی اسی طرح اسکے ساتھ تعاون کرتا۔ آپ اس طرز عمل کو باہمی تعاون یا تعاون اسری کا نام دے سکتے ہیں۔[8] تعاون اسری کے بعد ایك وقت ایسا آیا جب ایك آدمی کو اپنی ضرورت کی چیز اپنے عزیز یا رشتہ دار کے پاس میسر نہ آئی تو اسنے سوچا کیوں نہ فلاں شخص سے اس چیز کا مطالبہ کیا جائے اور یوں وہ خاندان یا دوستوں سے ہٹ کر دیگر لوگوں کا محتاج بنا۔ اسی دوران اسے محسوس ہوا کہ غیروں سے ضرورت کی چیزیں لینا بہت مشکل ہے اور وہ یہ جان گیا کہ دوسرا انسان اسوقت تك اسکی مدد نہیں کریگا جب تك وہ خود دوسرے کی ضرورت پوری نہ کرے ۔ ضروریات کے اس تبادلہ کو مقایضہ[9] یا انگریزی میں بارٹر کہا جاتا ہے۔ اس نظام کے تحت ایك شخص اپنا کسی بھی زائد مال کو لے کر ایسے لوگوں کے پاس جاتا جنکو اس مال کی ضرورت ہوتی اور اسکے بدلے ان سے وہ چیزیں گھر لے آتا جنکی اسکو گھر میں ضرورت پڑتی [10] ۔ اس نظام میں جنس مال کی کوئی قید نہیں تھی، ایك گائے کا مالك اناج کے بدلے یا کوئی اناج والا برتن وغیرہ کے عوض اپنے مال کا تبادلہ کر سکتا

---

(3)ملاحظہ کیجئیے: تاریخ النقود الإسلامیة، سید موسی الحسینی المازندراني 1/13، دارالعلوم الطبعة: 1978م

(4)ملاحظہ کیجئیے: A Short History of Coins and Currency by Lord Averury P.9

(5)ملاحظہ کیجئیے: Canadian Foundation for Economic Education. (1994). Money: A historical look.)P. 3(

(6) یہ ساتویں صدی قبل مسیح موجودہ ترکی اور قبرص کے درمیان واقع ایك مشہور قصبہ کا نام ہے۔ مزید ملاحظہ کیجئیے: Zelmanovitz, L. (2011). *Money: Origin and essence*. Criterio Libre, 14, 75. (Bagotá, Colombia, Enero–Junio 2011)

(7)ملاحظہ کیجئیے: تطور النقود عند العرب خلال الألف الأول قبل المیلاد حتی 525م لقیس حاتم هاني الجنابي مکتبہ جامعة بابل المفتوحة: http://repository.uobabylon.edu.iq/papers/publication.aspx?pubid=1730

(8)ملاحظہ کیجئیے: أرشیف "منتدیات ستار تایمز" الکاتب الفارس الجزائري تحت عنوان "ظهور النقود" بتاریخ 2008/12/10م

(9) مقائضة لغت عرب میں قیض سے لیا گیا ہے جسکا مطلب ہے " مال کے بدلے مال" ملاحظہ کیجئیے: الصحاح تاج اللغة وصحاح العربیة لأبی نصر إسماعیل بن حماد الجوهري الفارابي 1104/3

(10)الموسوعة الفقهیة الکویتیة 343/38

تھا۔[11]اسی نظام کی طرف سورۃ یوسف میں ہمیں اشارہ ملتا ہے جب حضرت یوسف اپنے ماتحت کام کرنے والے لوگوں کو مخاطب کر کے کہتے ہیں۔ ﴿ وَقَالَ لِفِتْيَانِهِ اجْعَلُوا بِضَاعَتَهُمْ فِي رِحَالِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَعْرِفُونَهَا إِذَا انْقَلَبُوا إِلَى أَهْلِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ﴾[12]

(انہوں نے جوانوں سے کہا جوسامان یہ لوگ (برادران)لے آئے ہیں انکو واپس انکی بوریوں میں ڈال دو تاکہ وہ گھر پہنچنے پر اسکو پہچان جائے)

امام بیضاوی لفظ "سامان" کی اس جگہ تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہاں سامان سے مراد وہ سامان ہے جو برادران بغرض تجارت اپنے ساتھ لے آئے۔[13]

یہ نظام اس دنیا میں ایک لمبے عرصہ تک نافذ العمل رہا لیکن ایک وقت ایسا آیا کہ جب ایک طرف لوگوں کی ضرورتیں بڑھ گئیں تو دوسری طرف کچھ علاقہ کسی خاص پیداوار یا صنعت کی نسبت سے مشہور ہونے لگےمثلا کسی علاقہ کا زیتون تو کسی علاقہ کا اون کسی علاقہ کی گاے تو کسی علاقہ کا اونٹ۔ پہلے وقتوں میں افریقہ کی مویشیاں، مصر کے گیہو، چین کے اوزار، حبشہ کا نمک، ہندوستان کا اون تو عرب کےاونٹ زیادہ مشہور تھے۔ [14] اب اگر کسی شخص کو اونٹ لینا ہوتا تو وہ اپنے علاقہ کی پیداوار کو اپنے ساتھ لے کر اس علاقہ کی طرف رخت سفر باندھتے جس علاقہ کا اونٹ مشہور ہوتا ۔ایسی اشیاء جو کسی خاص علاقہ میں مشہور اور مقبول عام ہو تو ان اشیاء کو نقود سلعیہ یا اشیاء کی کرنسی کہا جاتا ہے۔ یاد رہے کہ نظام مقایضہ اور نظام نقود سلعیہ دونوں میں مال کا تبادل ہوتا ہے فرق صرف اتنا ہے کہ نظام مقا ئضہ میں اس مال کا مشہور ہونا یا مقبول عام ہونا ضروری نہیں ہوتا اسی لیے اس نظام کا شمار کرنسی کے زمرہ میں نہیں آتا۔ جبکہ نظام سلعی میں اس مال کا علاقہ کی نسبت سے شہرت اور لوگوں میں اسکی مقبولیت دونوں ضروری ہے۔ [15]

نظام سلعیہ کے اس دور میں لوگ یہ بات ضرورجان گئے کہ مطلوب مال کے حصول میں سب سے اہم کردار بائع کی رغبت کو جاننا اور اسکو پورا کرنا ہوتا ہے جسکے لیے ضروری تھا ۔ اب دوسری طرف جو لوگ اپنا مال بیچنے کے خواہشمند تھے وہ پہلے کی طرح کسی خاص مال کے محتاج اشخاص نہیں تھے بلکہ وہ تاجر بن گئے تھے اور ایسے مال میں رغبت رکھتے تھے جو جگہ کم گھیرے ، وزن میں ہلکا ہو، جلدی خراب نہ ہو، ایک لمبے عرصہ تک اسکو محفوظ کیا جاسکنا ممکن ہو اور بوقت ضرورت فروخت کرنے پر نقصان کا اندیشہ بھی کم ہو۔ اب لگتا ایسا ہے کہ ان حالات میں انکی نظر قیمتی پتھروں پر پڑی اور یوں انسان تاریخ کے تاریخ کے ایک اہم دور میں شامل ہوا۔ جیسا کہ اشارۃ ذکر کیا جاچکا ہے کہ پہلے اموال کا تبادلہ ہوتا لیکن وہ ایسے مال تھی جنکو کھایا جانا، یا پہننا یا دیگر انسانی ضروریات کے لیے کام میں لانا ممکن تھا لیکن اب جب انسان اس دور میں داخل ہوا تو اسکا انتخاب ایسا مال تھا جسکو نہ کھایا جا سکتا نہ پہنا جاسکتا اور نہ ہی اس پر سواری ممکن تھی بلکہ بائع کی رغبت کے پیش نظر لوگوں نے ایسی کرنسی کا استعمال شروع کردیا تھا ۔ تاریخ میں یہ کرنسی معدنی کرنسی کے نام سی معروف ہے۔ اس کرنسی کے رواج کےابتدائی دنوں میں دو طرح کی کرنسیاں بازار

---

[11]ملاحظہ کیجئیے: Ridgeway, W. (n.d.). *Metallic currency and weight standards.* (P. 10)

[12]سورة یوسف: الآیة 62

[13]ملاحظہ کیجئیے: أنوار التنزيل و أسرار التأويل، ناصر الدين أبو سعيد عبد الله بن عمر بن محمد الشيرازي البيضاوي 169/3، دار إحياء التراث العربي – بيروت، الطبعة: الأولى - 1418 ھ

[14]ملاحظہ کیجئیے: النقود والبنوك، الدكتورة ميراندا زغلول رزق ص 57، جامعة بنها التعليم المفتوح كلية التجارة، الطبعة: مصر 2008-2009م

[15] آج کے اس متمدن دور میں بھی ہم اشیاء خوردونوشت کو بعض حالات اور بعض علاقوں میں کرنسی کے متبادل کے طور پر استعمال ہوتا ہوا دیکھتے ہیں مثال کے طور پر ازبکستان کے بعض صوبوں میں ملکی کرنسی کی نایابی کی صورت میں اساتذہ کے وظائف ٹماٹر، گاجر ، کدّو اور مرغیوں کی صورت میں ادا کرنا عام ہے (ملاحظہ کیجئیے: بی بی سی بتاریخ 11رپورٹ "2016/05/م تحت عنوان Uzbekistan schoolteachers 'paid in chickens ')۔ یورپ کے بعض علاقوں میں ایک زمانہ تک سگریٹ بطور کرنسی استعمال ہوتا رہا اور لوگ بآسانی سگریٹ کے بدلے کپڑے اور دیگر ضرورت کی چیزیں خریدلیتے۔ (املاحظہ کیجئیے: Radford, R. A. “The Economic Organisation of a P.O.W. Camp.” *Economica* 12, no. 48 (1945): 189–201.) امریکی قیدیوں کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ جیلوں میں مکرونی اور پاستہ بطور کرنسی استعمال کرتے ہیں۔ (انظر تقریر بی بی سی بتاریخ 2016/08/23م تحت عنوان " Ramen noodles 'are most valuable US prison commodity', study suggests" مزید گارڈئین میں ملاحظہ کیجئیے تاریخ 2016/08/22م تحت عنوان " Ramen is displacing tobacco as most popular US prison currency, study finds(

میں آئیں خالص معدنی اور خام لیکن ہر چند دونوں کرنسیوں میں اعتبار وزن کا تھا ۔[16] اس میں نہ تو بادشاہ وقت کا کوئی عمل دخل تھا نہ ہی بازار کا بلکہ اسکی قیمت کا دارومدار اس کرنسی کی ذاتی قیمت پر تھا۔ اب جہاں تك ان کرنسیوں کی شکل وشباہت اور وزن کا تعلق تھا اس کیلیے ہمیں پھر پرانی تہذیبوں پر نظر ڈالنی ہوگی۔ 1300 سال قبل مسیح قدیم یونان میں پنپنے والی ہومري تہذیب میں ہمیں نظر آتا ہے لوگ قیمتی دھاتوں سے بنائے گئے چھوٹے چھوٹے برتن، سانچےاور سلاخیں بطور کرنسی استعمال کرتے ہیں۔ [17]پھر ایك وقت آیا جب 600 سال قبل مسیحی لوگوں میں ایك خاص لوہے کی کرنسی "اوبول "کے نام سے مشہور ہوئی ۔ یہ کرنسی لوہے کے ایك چھوٹے سلاخ کے مانند تھی پھر اسی طرح کی دوسری کرنسی جو کہ چاندی سے بنائی جاتی تھی پورے یونان میں رائج ہوئی۔[18] قرآن مجید کی ایك آیت کریمہ میں اصحاب کہف کا ذکر کرتی ہوے اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے۔ ﴿ وَكَذٰلِكَ بَعَثْناهِمْ لِيَتَسائَلُوا بَيْنَهُمْ قالَ قائِلٌ مِنْهُمْ كَمْ لَبِثْتُمْ قالُوا لَبِثْنا يَوْماً أَو بَعْضَ يَوْمٍ قالُوا رَبُّكُمْ أَعْلَمُ بِما لَبِثْتُمْ فَابْعَثُوا أَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هٰذِهِ إِلَى الْمَدِينَةِ فَلْيَنْظُرْ أَيُّها أَزْكىٰ طَعاماً فَلْيَأْتِكُمْ بِرِزْقٍ مِنْهُ وَلْيَتَلَطَّفْ وَلا يُشْعِرَنَّ بِكُمْ أَحَداً﴾.[19] " امام بیضاوی رحمہ اللہ تعالی اس آیت میں موجود کلمہ ورق کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ورق چاندی کے ٹکروں کو کہا جاتا ہی خواہ وہ سکوں کی صورت میں یا کس اور صورت میں۔ [20]
مغربی ماہر معاشیات لیوانداس کے مطابق یہ 500 سال قبل مسیح کی بات ہے جب لوگوں کی دلچسی سونا اور چاندی میں دیگر دھاتوں کی نسبت زیادہ بڑھ گئی اوریوں ایك مصری تاجر کے لیے ممکن ہوا کہ وہ سونا دیکر لکڑی خرید ے یا کوئی فلسطینی تانبہ دیکر قدس سے خریدے گئے زیتون کو مصر میں سونے کے عوض بیچ سکے۔[21] سونا اور چاندی کا دیگر دھاتوں پر غالب آنے کے وجوہات میں دیگر دھاتوں کی نسبت انکا جلد زنگ آلود نہ ہونا ، زیادہ لچك کا پایا جانا، قیمت مستحکم رہنا، وزن میں ہلکا ہونا، ذخیرہ کی صورت میں محفوظ کیا جاسکنا ، ایك جگہ سے دوسرے جگہ لے جانے میں آسانی،ڈھلائی مین آسانی اور ثروت کی نشانی کے طور پر جانا اور دیگر کچھ اور ان جیسی صفات کو بیان کیا جاتا ہے۔[22] کرنسی میں سونا اور چاندی کا یہ مقام پہلی جنگ عظیم تك جاری رہا اگرچہ ستارھویں صدی عیسوی میں ہی کاغذی کرنسیوں نے سونا اور چاندی کے سکوں کا مقابلہ شروع کردیا تھا۔[23]کاغذی کرنسی کی تعریف اور تاریخی پس منظر کے بیان سے پہلے ہم آپکو فلوس کے بارے میں کچھ بتاتےہیں اگرچہ فلوس کا اطلاق آجکل عام عرب میں بطور کرنسی کے کیا جاتا ہے جس طرح ہمارے پاکستانی معاشرہ میں ہم لفظ پیسہ کا استعمال روپے کے جگہ پر کرتے ہیں ۔ فلوس درحقیقیت مال کی قلت کا نام ہے اسی سے کلمہ مفلس نکالا گیا ہے جسکا مطلب ہے ایسا انسان جسکے پاس مال نہ ہو یا نہ ہونے کے برابر ہو۔[24] زبان عرب میں فلوس سے مراد سونا اور چاندی سے ہٹ کر دوسرے دھاتوں سے بنائی گئی کوئی بھی کرنسی ہے[25]۔ زمانہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں فلوس تانبے کے بنے ہوتے تھے۔
تاریخ اسلام میں فلوس کاباقاعدۃ طور پر بطور کرنسی کے رواج اس وقت ہوا جب دور ایوبی میں ایك عورت خطیب جامع مسجد مصر کے خطیب ابو طاہر محلی کے پاس یہ مسئلہ پوچھنے آئی کہ جب وہ پانی لینے جاتی تو ایك درہم لیکر جاتی آدھا درہم کا مشکیزہ بھر کرپانی لیتی اور آدھا درہم (چاندی کا)

---

[16]ملاحظہ کیجئیے: إقتصاديات النقود والبنوك، طارق محمد خليل الأعرج: ص 21 http://www.ao-academy.org/ar/2011/6/2397.html

[17]ملاحظہ کیجئیے: قصة الحضارة (ديورانت، ول). *قصة الحضارة*. 1988 بيروت: دار الجيل، ترجمة زكي نجيب محمود وآخرين.)

(18)ملاحظہ کیجئیے: تاريخ النقود، فيكتور مورجان، الترجمة: نور الدين خليل ص 14، الهيئة المصرية العامة للكتاب، 1993م

[19]سورة الكهف الآية: 19

[20]ملاحظہ کیجئیے: أنوار التنزيل و أسرار التأويل، ناصر الدين أبو سعيد عبد الله بن عمر بن محمد الشيرازي البيضاوي 276/3

[21] ملاحظہ کیجئیے: Money: Origin and assence by Leonidas zelmanovits P. 75

[22]ملاحظہ کیجئیے: النقود والبنوك، الدكتور أحمد دهشان على موقع شخصى http://www.dr-ahmeddahshan.com/?p=331

[23]ملاحظہ کیجئیے:النقود والبنوك، الدكتورة ميراندا زغلول رزق ص 61، جامعة بنها التعليم المفتوح كلية التجارة، الطبعة: مصر 2008-2009م

[24]ملاحظہ کیجئیے:الصحاح تاج اللغة وصحاح العربية، فارابي 959/3دار العلم للملايين - بيروت - 1987 م

[25]ملاحظہ کیجئیے: الموسوعة الفقهية الكويتية 248/20

واپس لے کر آتی ۔ سو اس عورت نے سوچا کہ یوں تو وہ ایک درہم کا پانی اور نصف درہم خرید رہی ہے اور یہ باب ابو طاہر کو معقول لگی ، وہ سلطان کے پاس چلے گئے اور فلوس کو رائج کروانے کی سفارش کی اور سلطان برقوق (26)کے دور میں پورے مصر میں فلوس کو ایک مستقل کرنسی کے طور پر جانا جانے لگا۔(27) جہاں تک فلوس پر کرنسی کی اطلاق کا تعلق ہے اس مسئلہ میں فقہاء کا شدید اختلاف پایا جاتا ہے جسکا ذکر ہم آگے جا کر کرینگے۔

جیسا کہ پہلے یہ بات گزر چکی ہے کہ چھٹی صدی قبل مسیح سے لیکر جنگ عظیم اول تک دنیائے معیشت پر سونے اور چاندی کے سکوں کا بول بالا رہا پھر ان سکوں کی جگہ کاغذی نوٹوں نے لے لی ۔ ان کاغذی نوٹوں کی تعریف بیان کرنے سے پہلے ہم یہ جاننے کی کوشش کرتے ہیں کہ آخر پوری دنیا پر حاوی ہونے والے یہ کاغذ کے ٹکرے وجود میں آئے کیسے۔ کرنسیوں کی تاریخ کے مطالعہ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ کاروبار وقت میں وسعت، فراوانی ثروت، چوری کا خوف اور وسائل نقل وحرکت میں مشکلات ان کاغذی نوٹوں کی پیدائش یا اجراء کا سبب بنے ۔(28)

جب لوگوں کے پاس مال ضرورت سے تجاوز کرنے لگا اور شہر کے چور اور ڈاکو نڈر ہونے لگے تب اصحاب ثروت نے ضروری سمجھا کہ وہ اپنا مال شہر کے صرافوں کے پاس بطور امانت رکھیں۔ ان امانتوں کے بدلے زرگر لوگوں کو بطور رسید کاغذ کے ایسے ٹکرے تھماتے جن پر سونے یا چاندی جو بھی انکے پاس رکھا جاتا اسکا وزن اور نوعیت وغیرۃ لکھی جاتیں۔ اور یوں مالک کے لیے یہ سہولت پیدا ہوگئی کہ جب بھی اسے اپنے پیسوں کی ضرورت پیش آئے وہ متعلقہ صراف کے پاس اسکا جاری کردہ رسید لے کے جاتے اور اپنا مال واپس لے آتے۔

ابتداء میں زرگروں کو شایدلوگوں کا مال اپنی پاس رکھنے میں اتنی دلچسی نہیں تھی لیکن ایک وقت ایسا آیا کہ شہر کے ہر صراف کی یہی کوشش ہوتی تھی کہ اسکے پاس باقی صرافوں کی نسبت زیادہ لوگ سونا لے آئے۔ کیونکہ جو لوگ انکے پاس سونا کچھ لمبا عرصہ کیلیے رکھتے وہ اسکو بطور قرض دوسروں کو سود پر دے دیتے۔ اور یوں رفتہ انکی سرگرمیاں بڑھتی گئیں اور وہ سونا خریدنے کیلیے دوسرے شہروں کا رخ بھی کرنے لگے جس سے صرافوں کا باہم ایک تعلق بھی بنا۔ کچھ مؤرخین کے خیال میں لندن کے صرافوں سے اسکی ابتداء ہوئی۔

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ اب وہ لوگ جو ان صرافوں کے پاس اپنا سونا رکھتے جب انکو کسی اور شہر جانا ہوتا تو وہ اپنے ساتھ سونا لےجانے کے بجائے ان صرافوں سے جنکے پاس انکا سونا ہوتا دوسرے شہر میں موجود صرافوں کے نام پرچیاں لے کر جاتے جہاں سے لوگ وہ صراف انکو بقدر تحریر سونا ادا کرتے۔ (29)(30)

کسی بھی سلطنت میں بطور قومی کرنسی کے کاغذی نوٹوں کے اجراء کے بارے میں اگر ذکر کیا جائے تو چینیوں کی اسمیں سبقت نظر آتی ہےمشہور سیاح ابن بطوطہ جب1345ء میں چین گیا تو انہوں نے دیکھا کی چینی ہتھیلی کے برار کاغذ کے ٹکروں سے ضرورت کی اشیاء خریدتے ہیں اور ہر ٹکرے پر بادشاہ کا مہر لگا ہوا ہوتا ہے۔(31)

یورپ میں کاغذی نوٹوں کا اجراء 1556ء میں ہوا جب بنک اسٹاک ہوم نے کاغذی نوٹوں کا اجراء کیا جو کہ سونا کی رسید کے طور پر رائج کیا گیا۔(32) فرانس میں 1685 ء میں افواج کی تنخواہیں کاغذی نوٹوں

---

(26)یہ دیار مصر میں پچیسواں ترکی سلطان جبکہ سلسلہ جارکسہ کا دوسرا سلطان ہے جنہیں 784 ہ میں سلطانی خلعت پہنایا گیا۔ مؤرخ سراج بلقیق کے مطابق یہ وہی سلطان ہیں جنہیں "ملك الظاہر"کا خطاب دیا گیا۔ مزید معلومات کے لیے ملاحظہ کیجئیے: النجوم الزاهرة في ملوك مصر والقاهرة ليوسف بن تغري بردي بن عبد الله الظاهري الحنفي، أبو المحاسن، جمال الدين 221/11، وزارة الثقافة والإرشاد القومي، دار الكتب، مصر)

.(27)ملاحظہ کیجئیے: إغاثة الأمة بكشف الغمة، تقي الدين أبي العباس أحمد بن على المقريزي تحقيق كرم حلمي فرحات. القاهرة: عين للدراسات والبحوث الإنسانية، 2007. ص 143

(28)ملاحظہ کیجئیے:النقود والبنوك، الدكتورة ميزاندا زغلول رزق ص 61، جامعة بنها التعليم المفتوح كلية التجارة، الطبعة: مصر 2008-2009م

(29)ملاحظہ کیجئیے: النقود والصيرفة والسياسة النقدية،الدكتور على كنعان ص 30، جامعة الدمشق 2011م

(30)ملاحظہ کیجئیے: النقود والبنوك، الدكتورة ميزاندا زغلول رزق ص 61

(31)ملاحظہ کیجئیے: النقود في الاقتصاد الإسلامي، الدكتور رفيق يونس المصرى ص 60، دارالكتبي، الطبعة: الطبعة الأولى 2013م

(32)ملاحظہ کیجئیے: النقود والصيرفة والسياسة النقدية، الدكتور على كنعان ص 30، جامعة الدمشق 2011م

کی صورت میں ادا کی گئیں جسکی بنیادی وجہ اگرچہ رقوم کے حصول میں تأخیر تھی۔ [33]امریکہ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہاں پہلی مرتبہ 1690ء میں نیو انگلینڈ میں کاغذی نوٹوں کا اجراء کیا گیا لیکن باقاعدہ طور پر قومی کرنسی کی حیثیت ان نوٹوں کو 1723 ء میں ملی جب سلطنت سلوانیا نے باقاعدہ طور پر ان نوٹوں کے اجراء کیلیے قانون سازی کی۔[34]

مختلف اسلامی ادوار میں نقود کی ماہیت کا بیان

مکہ مکرمۃ جہاں سے شمع اسلام کی کرنیں پھوٹیں وہاں کی تاریخ بتاتی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیدائش مبارك کے وقت مکہ میں دو قسم کے سکے رائج تھے پہلا سکہ دینار کہلاتا جوکہ قیصر روم کا جاری کردہ تھا اور سونا کا بنا ہوا ہوتا تھا جبکہ دوسرا ساسانی درہم تھا جو چاندی کا مرکب تھا ۔احادیث کی کتابوں میں ہمیں ان سکوں کے اوزان اور دیگر صفات کے بارے میں تفصیلات ملتی ہیں[35]۔ رسول پاك صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سکوں کو جیسے یہ تھے اسی طرح بغیر کسی تغیر کے رائج رہنے دیا اور زکوۃ اور دیگر شرعی احکامات (جزیۃ وغیرہ) کے اطلاق میں مکہ والوں کےماپ اور اہل مدینہ کے وزن کے پیمانوں کو معتبر قرار دیا۔[36]

اللہ تبارك وتعالی نے بھی انہیں نقود کا تذکرۃ قرآن مجید میں کیا ہے جو اس وقت رائج تھے۔ جیسے سورۃ آل عمران میں ہمیں دینار کا ذکر ملتا ہے " ﴿وَمِنْ أَہلِ الْكِتَابِ مَنْ إِنْ تَأْمَنْہ بِقِنْطَارٍ يُؤَدِّہ إِلَيْكَ وَمِنْہمْ مَنْ إِنْ تَأْمَنْہ بِدِينَارٍ لَا يُؤَدِّہ إِلَيْكَ إِلَّا مَا دُمْتَ عَلَيْہ قَائِمًا ۗ ذَٰلِكَ بِأَنَّہمْ قَالُوا لَيْسَ عَلَيْنَا فِي الْأُمِّيِّينَ سَبِيلٌ وَيَقُولُونَ عَلَى اللہ الْكَذِبَ وَہمْ يَعْلَمُونَ﴾ [37]

یا سورۃ یوسف میں اللہ تعالی نے درہم کا ذکر کیا ہے۔ ارشاد فرمایا: ﴿وَشَرَوْہ بِثَمَنٍ بَخْسٍ دَرَاہمَ مَعْدُودَۃٍ وَكَانُوا فِيہ مِنَ الزَّاہدِينَ﴾[38]

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد خلفاء راشدین کا دور شروع ہوا۔ خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضي اللہ تعالی عنہ نے بھی رائج سکوں میں کسی بھی قسم کی تبدیلی کو ضروری نہیں سمجھا [39]لیکن جب آپکے بعد حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالی عنہ خلیفہ بنے اور اسلامی فتوحات کا ایك سلسلہ شروع ہوا تو ضروری سمجھا گیا کہ اسلامی نقد کو ایك پہچان دی جائے[40] اسی بابت تاریخ اسلام میں پہلی مرتبہ اسلامی درہم کا اجراء کیا گیا جنکے میں سےبعض پر "لاالہ الا اللہ" جبکہ بعض پر "الحمدللہ" اور بعض پر محمد رسول اللہ جیسے الفاظ کندہ تھے۔ لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان سکوں کا اجراءبڑے پیمانہ پر نہیں کی گئ اور نہ ہی انکو رائج الوقت سکوں کا متبادل قرار دیا گیا۔[41]

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ کے دور میں کوئی قابل ذکر تبدیلی نہیں لائی لائیگی[42] یہانتکہ حضرت امیرمعاویہ نے اپنے دور میں ایسے دینار متعارف کروائے جن پر کہا جاتا ہے انکی تصویر منقش تھی جنمیں تلوار لٹکائے ہوئے آپکی صورت کو دیکھا جاسکتا تھا۔[43] اسی زمانہ میں حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالی عنہ نے عراق میں کچھ ایسے دینار متعارف کروائے جنکے ایك طرف "برکۃ اللہ"

---

(33)ملاحظہ کیجئیے: F. Sproul Michael 2001 "A Quick History of Paper Money" P. 3

(34)ملاحظہ کیجئیے: Benjamin Franklin & The Birth of Paper Money by Professor Grubb P. 4,

(35)ملاحظہ کیجئیے: إغاثة الأمة بكشف الغمة، تقي الدين أحمد علي تحقيق: جمال الدين الشيال ص 72

(36) السنن النسائي 5/ 54، وصححه الشيخ الالباني فی صحيح وضعيف سنن النسائي 164/6

(37)سورة آل عمران الآية: 75

(38)سورة يوسف الآية: 20

(39)ملاحظہ کیجئیے:النقود الإسلامية، الدكتور عاطف منصور محمد رمضان ص 40 والنقود الإسلامية لخالد الصياغ مقدمة الكتاب ص 9، المجمع الثقافي أبوظبي، الطبعة: 2002م

(40)کہا جاتا ہے کہ دراصل حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ان اقدامات کی وجہ زکاۃ کے معاملات میں مختلف وزن کے دراہم کی وجہ سے پیش آنے والے مسائل کو حل کرنا تھا۔ سابقہ مصدرملاحظہ کیجئیے: ص 42

(41)ملاحظہ کیجئیے: حركة التعريب في عصر الخليفة عبدالملك بن مروان، عبدالجبار محسن اسامراني ص 65، جامعة سامراء عراق، الطبعة: 2007م

(42)سابقہ مصدرملاحظہ کیجئیے: ص 47

(43)ملاحظہ کیجئیے: النقود الإسلامية، خالد الصياغ مقدمة الكتاب ص 7، المجمع الثقافي أبوظبي، الطبعة: 2002م

اور دوسری طرف "اللہ" کے الفاظ کندہ تھے۔ کچھ باغیوں اور خارجی سرداروں کے بارے میں بھی آتا ہے کہ انہوں نے اپنے نام کے سکے جاری کروائے۔[44]
تاریخ اسلام میں باقاعدہ ایك منظم کرنسی کے اجراء کا سہراء بنو امیہ کے خلیفہ عبدالملك بن مروان (جو کہ بنو امیہ کے پانچویں حکمران تھے اور جو 65ھ سے 86ھ تك حکمران رہے) کے سر جاتا ہے جنہوں نے پہلی مرتبہ اسلامی نظام معیشت کے بنیادون باقاعدہ اسلامی نقود کا اجراء کیا ۔ جنگی تیاری میں معشیت میں وسعت اور اقتصادی قوت کے پہلووں کو مدنظر رکھا گیا۔[45] ان جدید سکوں سے صلیب اور ہرقل کی تصویروں کو ہٹا کر کچھ درہموں پر اپنی تصویر اور ان دراہم جو حجاج بن یوسف کے ذریعہ عالم اسلام کے کونوں تك پھیلائے گئے[46] ان کے ایك طرف "قل ھو اللہ احد" اور دوسری طرف "لا الہ الا اللہ " کے کلمات نقش کیے گئے۔ان کلمات کے اوپر محرابی اور دائرہ کی صورت میں ایك طرف اس شہر کا نام سے وہ سکہ جاری ہوا اور دوسری طرف " محمد رسول اللہ أرسلہ بالہدی ودین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون" کے کلمات کندہ تھے۔ بعض مؤرخین کا خیال ہے کہ یہ بنو امیہ کا ہی دور تھا جب انسانی تاریخ میں پہلی مرتبہ کاغذ بطور رسید اسوقت استعمال ہونا شروع ہوا جب دمشق کے زرگروں سے لوگ پرچیاں لے کے چین کا سفر کرتے اور وہاں سے سامان خریدتے بعد میں یہ زرگر جب خود چین جاتے تو کھاتا برابر کرتے۔ [47]
عبدالملك بن مروان کے جاری کردہ یہ درہم 132 ھ تك بغیر کسی تبدیلی کے رائج رہا پھر ابوالعباس السفاح جو کہ خلافت عباسیہ کے بانی تھے انہوں نے ان سکوں پر "السکة العباسیہ" کے کلمات نقش کیا جسکا مطلب تھا عباسی عہد کے سکے۔ پھر امین الرشید اور انکے بعد آنے والے خلفاء نے ان سکوں پر اپنا اپنا نام کندہ کرنے کا رواج شروع کیا۔ اگر عثمانیوں کی تاریخ دیکھی جائے جائے جنہون نے کم وبیش 6 صدي حکومت کیں سلطان برسبای میں رائج الوقت سکوں کو اشرفی کا نام دیا گیا۔[48] پورے خلافت عثمانیہ کے دور میں سونا اور چاندی کے سکوں پر سلطنت کی بنیاد قائم رہی ہیانتکہ 1914ء کی عالمی جنگ کے آغاز پر ہی معیشت کا اعتماد سونا اور چاندی سے ہٹا کر کاغذی کرنسی "لیرہ" کو قومی کرنسی کا مقام دیا گیا۔ [49]

تاریخ نقد میں انقلاب کا زمانہ

جہاں پہلی جنگ عظیم تك اسلامی معیشت کا دارومدار سونا اور چاندی پر رہا وہاں مغربی اور غیر اسلامی معاشروں میں بھی سونا اور چاندی کو ہی حاکمیت حاصل رہی۔ مثلا جرمنی۔امریکہ۔روس وغیرہ میں 1774ء تك معیشت کی بنیاد چاندی پر رہی پھر 1854 ء امریکہ اور پتگال وغیرہ میں سونا غالب آیا۔ [50]

کاغذی نوٹوں کے اقسام

قابل تبدیل نوٹس

اس سے مراد وہ نونٹس ہیں جنکا مالك کسی بھی وقت بنك میں جا کر وہ مال واپس لے سکتا تھا جسکو بنیاد بناکر وہ نقود جاری کیے گئے لہذا اسی مناسبت سے ان نوٹوں کو مثلی نقود یا قائم مقام نقد کا نام بھی دیا جاتا ہے۔ [51]

---

[44] ملاحظہ کیجئیے: حرکة التعریب في عصر الخلیفة عبدالملك بن مروان، عبدالجبار محسن اسامراني ص 66، 2007م

[45] ملاحظہ کیجئیے:سابقہ مصدر ص 87

[46] ملاحظہ کیجئیے: تعریب النقود الدوامین فی العصر الاموین، حسان علی حلاق ص 38 دارالکتاب المصری 1978م / الکامل لابن اثیر ص 108

[47] ملاحظہ کیجئیے:النقود والصیرفة والسیاسة النقدیة، الدکتور علی کنعان ص 16 جامعة الدمشق 2011م

[48] سابقہ مصدرملاحظہ کیجئیے:ص10

[49] ملاحظہ کیجئیے: سابقہ مصدر 49

[50] ملاحظہ کیجئیے: FESSUD (FINANCIALISATION, ECONOMY, SOCIETY AND SUSTAINABLE DEVELOPMENT) Working Paper Serie, 44 P. 15-16, Commodity Currencies vs Fiat Money –By Kenneth Hermele Lund University

[51] ملاحظة کیجئیے: اقتصادیات النقود والبنوك، سامي عفیفي حاتم ، ص 153، شرکة کاظم للنشر، الطبعة: الکویت 1982م

یہ کہنا درست نہ ہوگا کہ آج کے اس دور کوئی ملك ایسا نقد رائج کرتا ہے۔ حکومتوں کا ایسا نقد رائج کرنے سے کترانے کی وجہ اس کے علاوہ کچھ نہیں کہ ایسی صورت میں حکمرانوں کے پاس نوٹس کی قیمتوں کو ردوبدل کرنے کا اختیار بہت کم رہ جاتا ہے۔ اس قسم کے نوٹوں کو بنکنوت بھی کہا جاتا ہے۔ [52]

لوگوں نے ان نوٹوں کو خوشدلی سے قبول کیا کیونکہ اب انہیں نہ بھاری بر دھات کے سکے لے کر کہیں جانا پڑتا اورنہ ہي مال تجارت لیکن اس نظام میں قباحت اس وقت پیدا ہوئی جب شہر کے زرگروں اور بعد میں بنکوں کو یہ معلوم ہوا کہ جو امانتیں لوگ سونا اور چاندی کی صورت میں انکے پاس رکھتے ہیں اور جسکے بدلے وہ کاغذی نوٹ یارسید لیتے ہیں وہ خال خال بھی انکے پاس رکھے ہوئے سونا یا چاندی کا پوچھنے نہیں آتے اور دوسری طرف بازار شہر لوگوں نے ان کاغذی رسیدوں کو سونا اور چاندی کی طرح استعمال کرنا شروع کردیا ہے تب انھوں نے ایسے بھی رسید بطور قرض لوگوں کو دیے جنکے بدلے ان کے پاس اپنا کوئی سونا یا چاندی نہیں تھا بلکہ یا تو وہ دوسروں کی امانتیں تھیں یا سرے سے کوئی سونا یا چاندی وغیرہ کا کوئی وجود ہی نہیں تھا۔ [53] ہاں البتہ عہد ضمانت ضرور موجود تھا ۔ یعنی اگر کوئی وہ کاغذی نوٹ لے کر جاتا تو بنك یا مصدر پر لازم تھا کہ وہ حسب مکتوب مال عینی اسکو لوٹائے ۔

غیر قابل تبدیل نوٹس

یہ وہ نوٹس تھے جنکا تعلق اس سونا یاچاندی سے توڑ دیا گیا تھا جو پہلے موجود ہوا کرتا تھا۔ اس طرح کے نوٹوں کی ابتدا غالباً اس دور میں ہوئی جب دنیا کے کاروبار کا دارو مدار سونے کے سبائك پرتھا۔ یہ وہ وقت تھا جب ایك بنك صرف لوگوں کو دکھانے کی خاطر اپنے پاس ایك مخصوص مقدار میں سونا جمع کرتا پھر اس سونے کو بنیاد بنا کر بے تحاشہ کاغذی نوٹس چھاپتا۔ لوگ دیکھتے کہ بنکوں قرضہ مل رہا ہے اور لوگوں اور حکومت کو کچھ اعتراض بھی نہیں ہے سو وہ بنا کسی تردد کے ان بنکوں سے حسب ضرورت قرض لیتے۔ [54]

مددگاری نوٹس

یہ مختلف دھاتوں نکل، پیتل اور تانبہ کے ایسے ٹوکن ہوتے تھے جو کم قیمت اشیاء کی خریداری میں استعمال ہوتے۔[55] یہ عموما کسی تنظیم یا ادارے کے جاری کردہ ہوتے ہیں جو اسی تنظیم یا ادارے کے معاملات میں قابل استعمال تصور کیے جاتے ہیں۔ جیسا کہ ان نوٹوں کا استعمال عام نہیں ہوتا اسی لیے انکے لین دین کا ملکی معیشت پر اثر نہ ہونے کے برار پڑتا ہے۔[56]

امانتی نوٹس

جب بنکوں نے محسوس کیا کہ وقت ایسا آیا ہے کہ لوگ اب ایك دوسرے کو رقم کی صورت میں روپے ادا کرنے کے بجائےچیك وغیرہ سے ادائگی کو پسند کرتے ہیں اور یوں لوگوں کا پیسا انکے پاس پڑا رہتا ہے سو اب انہوں نے سوچا کہ کیوں نہ اس پڑی ہوی دولت کو قرض کے طور پر لوگوں کو دیا جائے ۔ [57] چنانچہ انہوں نے فیصلہ کیا کہ لوگوں کے ان امانتی پیسوں کو بطور قرض آگے دیا جائے گا لیکن بطور احتیاط ایك کچھ پیسے بینك اپنے پاس رکھے گا۔

خطی نوٹس

ان نوٹوں سے مراد دراصل وہ اکاونٹس میں پڑے ہوئے وہ پیسے ہوتے ہیں جنہیں کوئی شخص یا کمپنی صرف ضرورت کے وقت استعمال کے لیے محفوظ رکھتا ہے۔ لیکن بینك ان پیسوں کو آگے قرض پر دے

---

[52] ملاحظہ کیجئیے: مذكرات فى النقود والبنوك، إسماعيل محمد هاشم ص: 18، دار النهضة العربية والنشر والتوزيع،الطبعة: 1996م

[53] ملاحظہ کیجئیے: النقود والبنوك والعلاقات الدولية، الدكتور صبحى تادرس ص: 27، دار النهضة العربية للطباعة والنشر والتوزيع، الطبعة: 1983م

[54] ملاحظہ کیجئیے: النقود والصيرفة والسياسة النقدية، الدكتور على كنعان ص 16،17

[55] ملاحظہ کیجئیے: مقدمة فى النقود والبنوك، دكتور محمد زكى شافعى ص: 55، دار النهضة العربية للطباعة والنشر والتوزيع، الطبعة: 2000م

[56] ملاحظہ کیجئیے: أنواع النقود و تحليل الكتلة النقدية والعناصر المقابلة، عبدالرزاق الزيتون ص 7، معهد الدعوه الجامعي للدراسات الإسلامية قسم الدراسات العليا

[57] ملاحظہ کیجئیے: الاقتصاد المصرفي البنوك التجارية، الدكتور خبابة عبدالله ص 17، مؤسسة شباب الجامعة الاسكندرية، الطبعة: 2008م

دیتا ہے۔(58) ان نوٹوں کا نام خطی یا تحریری نوٹس رکھنے کا پس منظر یہ ہوتا ہے کہ بینک کے ریکارڈ میں ان کو باضبطہ طور پر تحریر ی صورت میں رکھا جاتا ہے۔ چونکہ یہاں ان پیسوں کو بینک بالکل اسی طرح استعمال کرتا ہے جس طرح ایک شخص اپنے پیسوں کو بطور وسیط تبادلی استعمال کرتا ہے اس لیے ان تحریروں کوبھی نقدی کے زمرے میں شامل کیا جاتا ہے۔(59) اقتصاد کی زبان میں ان پیسوں کو کریڈٹ منی یا بینک منی بھی کہا جاتا ہے کیونکہ ان پیسوں کا خالق بینک ہوتا ہے۔

شبہ نقدی

شبہ نقود سے مراد وہ تمام شہادات، تحریریں، رسیدیں وغیرہ ہیں جنکو کسی بھی وقت نقدی میں بغیر کسی تجارتی عمل سے گزارے تبدیل کیا جاسکتا ہے۔ دراصل کیونکہ یہ نقدی کی صورت میں نہیں ہوتے لہذا بازارا میں براہ راست نقد کے طور پر یہ استعمال نہیں ہوسکتے بلکہ انکا نقدی میں یا کسی بینک اکاؤنٹ میں پہلے جمع کرنا ضروری ہوتا ہے۔(60) کچھ لوگ Time Deposits اور فکس اکاؤنٹ وغیرہ کو بھی اسی زمرے میں شامل کرتے ہیں(61) جسکی وجہ یہ ہے کہ یہاں بھی اکاونٹ ہولڈرز اپنی نقدی کو فورا استعمال میں نہیں لا سکتے بلکہ ایک عمل سے گزارنا پڑتا ہے یا ایک خاص وقت کا انتظار کرنا پڑتا ہے۔ (62)

برقی نقدی (Electronic Money)

یہ درحقیقت کوئی آزاد اور مستقل نقدی نہیں ہوتی بلکہ اس سے مراد پلاسٹک وغیرہ کے بنے ہوئے وہ کارڈز ہوتے ہیں جن پر موجود مقناطیسی لکیر پر موجود غیر مرئی معلومات کے ذریعہ کوئی شخص بغیر کسی ثالث یا واسطہ کے دوسرے شخص کو پیسے یا نقدی ٹرانسفر کرسکتا ہے۔ اسی خصوصیت کی وجہ سے اسکا نام برقی نقدی رکھا گیا ہے۔(63) وہ تمام کارڈ جنکے ذریعے ایک شخص کسی کو رقم ٹرانسفر کرسکتا ہو یا جنکو برقی عمل سے گزارنے کے بعد جن سے خرید وفروخت کرنا ممکن ہو برقی نقدی کہلایا جاتا ہے۔(64)

معدنی نقد اور کاغذی نقد میں فرق

معدنی اور کاغذی نقود میں بنیادی فرق یہ ہے کہ معدنی نقد اپنی ذاتی قدر کا حامل ہوتا ہے(65) اور اس کی قیمت وزن، دھات اور عالمی سطح پر اس کی قبولیت سے طے ہوتی ہے، جبکہ کاغذی نوٹ اپنی کوئی اصل قدر نہیں رکھتے بلکہ ان کی قیمت مکمل طور پر حکومتی ضمانت اور معاشی حالات پر منحصر ہوتی ہے۔(66)

معدنی نقد ہر جگہ قابلِ قبول، سرحدوں سے ماورا اور اپنی فطری قیمت برقرار رکھنے والا ہوتا ہے، حتیٰ کہ اگر کوئی حکومت اسے نقدیت سے خارج کر دے تب بھی اس کی قدر باقی رہتی ہے (67)، جبکہ کاغذی نوٹ حکومتی اعلان کے بغیر محض کاغذ کے پرزے بن جاتے ہیں۔ مزید یہ کہ معدنی نقود میں وزن اور قیمت کا تعلق مضبوط ہوتا ہے، ضمانت کی ضرورت نہیں ہوتی، اور اس کی مقدار براہِ راست مالداری کی

---

[58] ملاحظہ کیجئیے: النقود والصيرفة والسياسة النقدية، الدکتور علی کنعان ص 17

[59] ملاحظہ کیجئیے: الاقتصاد المصرفي البنوك التجارية-البنوك الإسلامية-السياسة النقدية-الأسواق المالية-الأزمة المالية، الدکتور خبابة عبدالله ص 15

[60] ملاحظہ کیجئیے: النقود والبنوك والدخل القومي منتديات جامعة القاهرة للتعليم المفتوح http://yaaah.ibda3.org/t95-topic

[61] ملاحظہ کیجئیے: النقود و البنوك للدکتورة، میراندا زغلول رزق ص 33

[62] ملاحظہ کیجئیے: النقود والبنوك، عمر محمود عبیدی ص 7 http://qu.edu.iq/ade/wp-content/uploads/2016/02/%D8%A7%D9%84%D9%86%D9%82%D9%88%D8%AF-%D9%88-%D8%A7%D9%84%D9%85%D8%A4%D8%B3%D8%B3%D8%A7%D8%AA.pdf

[63] ملاحظہ کیجئیے: النقود الالكترونية، نبيل مهدي زوين ص 3 http://www.law.uokufa.edu.iq/staff/nabel/nqwad.pdf

[64] ملاحظہ کیجئیے: بسام عيد للعلوم الإدارية والتسويق http://kenanaonline.com/users/BSAMEID/posts/238320 وانظر: النقود والصيرفة والسياسة النقدية للدکتور علی کنعان ص 18 جامعة الدمشق 2011م

[65] ملاحظہ کیجئیے: مجلة مجمع الفقه الإسلامي التابع لمنظمة المؤتمر الإسلامي بجدة 1034/9

[66] سابقہ مصدرملاحظہ کیجئیے:1035/9

[67] سابقہ مصدرملاحظہ کیجئیے:1036/9

علامت سمجھی جاتی ہے، برخلاف کاغذی نوٹوں کے جو صرف اکائیِ زر کی نمائندگی کرتے ہیں اور بعض اوقات ایک جیسی تعداد میں بھی مختلف ملکوں کے نوٹ مالداری یا غربت کا مختلف تاثر دیتے ہیں۔(68)

کرپٹو کرنسی

معدنی نقود اور کاغذی نقود کے مابین فرق کو واضح کرنے کے بعد اب ضروری ہے کہ کرپٹو کرنسی کی شرعی حیثیت کے حوالہ سے کچھ بیان کیا جائے۔ کرپٹو کرنسی دراصل ایک ایسی تخیلاتی نقدی ہے جسکا نظریہ ساتوشی ناکاموٹو نے 2008ء میں دیا(69)۔ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ یہ نام فرضی ہے(70)۔ 2009 میں باقاعدہ طور پر اس کرنسی کے فروخت کا عمل شروع ہوا جب اسکی قیمت 0.0001 ڈالر مقرر کی گئی جبکہ آج 2022 میں اسکی قیمت 6,744,060.44 پاکستانی روپے تک پہنچ چکی ہے۔ دنیا کی تاریخ میں آج تک رواج پانے والی تمام کرنسیوں سے الگ اس کرنسی کی خاصیت یہ ہے کہ نہ یہ اپنا کوئی مادی وجود رکھتی ہے اور نہ ہی کسی خاص ادارہ یا ملک کی نگرانی کا تابع ہے۔ یہ کرنسیاں دراصل کمپیوٹر پر ہی مائینیگ (جسے برقی کان کنی بھی کہہ سکتے ہیں) پیدا کی جاتی ہے اور پھر بعد ازاں آپکے "Digital Wallet" میں آنے والی اس کرنسی کو آپ کسی بھی دوسرے کے "Digital Wallet" میں ٹراسفر کر سکتے ہیں۔ کرپٹو کرنسی کی ایک خاصیت یہ ہے کہ یہاں پر ہونے والے تمام تبادلات کمپیوٹر ایک لسٹ میں جمع کرتا ہے جسے "Blockchain" کہا جاتا ہے(71)۔ المختصر کرپٹو کرنسی میں کرنسی کا پیدائشی عمل مائینیگ کے ذریعہ ہوتا ہے اور جوں جوں لوگ زیادہ مائینیگ کرتے ہیں اتنا ہی یہ عمل مشقت طلب ہوتا جاتا ہے۔ یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رہے گا تاآنکہ انکی مجموعی تعداد 21,000,000 تک نہ پہنچ جائے(72)۔

یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ کرپٹو کرنسی سے صرف بٹکوئین کا نام نہیں ہے بلکہ اسکی متعدد قسمیں ابھی تک متعارف ہوچکیں ہیں اسکے علاوہ یہی ٹیکنالوجی کرنسی کے علاوہ بھی استعمال کیا جاتا ہے خصوصا ایسے امور میں جہاں کسی بھی ریکارڈ کو محفوظ بنانا ہو۔ گو کہ اللہ تبارک وتعالی کی ذات نے قرآن مجید کی حفاظت کا ذمہ خود لیا ہوا ہے لیکن کوئی بھی ایسا ریکارڈ جسے آج مسلمان ہمیشہ کے لیے محفوظ بنانا چاہے "Blockchain" کا استعمال کر تے ہوئے یہ کام ممکن بنایاجاسکتا ہے۔ جہاں تک بلوک چین کے ذریعہ کسی بھی کرنسی کے اجرا کا تعلق ہے تو شریعت کا موقف اس کے بارے میں وہی ہے جو اسکا کسی بھی کرنسی کے متعلق ہے۔ شرعی تعلیمات کی روشنی میں کوئی بھی شيء اس وقت تک معیار بننے کا لائق نہیں ہوتا جب تک وہ ان محضورات سے پاک نہ ہوں جنسے اسلام نے براہ راست یا بالواسطہ روکا ہے جسمیں سرفہرست سود ، جوا اور ظلم وغیرہ شامل ہیں۔ ان امور کے علاوہ بھی کسی بھی کرنسی کو شرعی طور پر قابل قبول گرداننے سے پہلے یہ بھی ضروری ہے کہ اس کرنسی کی ماہیت کو مقاصد شریعت اور مصالح دینیہ کے تناظر میں بھی پرکھا جائے۔ جب ان امور کو پیش نظر رکھ کر ہم کرپٹوکرنسی کا جائزہ لیتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ کرنسی کی قبولیت کے لیے قبول عام کا ہونا ضروری ہے جو ان کرنسیوں کو فی الحال حاصل نہیں ہے۔ اسی طرح کرنسی کی قیمت میں استحکام بھی ضروری ہے(73)جبکہ یہاں ان کرنسیوں کی قیمت لمحوں میں بدلتی رہتی ہے جسکی وجہ سے ہمہ وقت ضرر کا اندیشہ باقی رہتا ہےجوکہ شرعا حرام ہے(74)۔ نقود کے متعلق شرعی احکامات میں سے ایک اہم حکم یہ بھی ہے کہ نقود کا اجرا یا تو براہ راست اسلامی ریاست کی جانب سے ہونی چاہئے وگرنہ اس ریاست کی پالیسیوں کے تابع ہونا ضروری ہےکیونکہ یہ ریاست ہی ہے جسکے ذمہ مصلحت کا حصول

---

[68] ملاحظہ کیجئیے: Gold in a multicurrency reserve system by World gold Council P.2 10 Old Bailey, London EC4M 7NG United Kingdom

69 ملاحظہ کیجئیے: https://bitcoin.org/bitcoin.pdf

70. ملاحظہ کیجئیے: http://www.bbc.com/arabic/scienceandtech

71 ملاحظہ کیجئیے: https://www.bbc.co.uk/newsround/25622442

72 ملاحظہ کیجئیے: Cryptocurrencies and Blockchain by Prof. Dr. Robby HOUBEN

[73] ملاحظہ کیجئیے: أعلام الموقعين، ابن القيم 394/2، دار الكتب العلمية – بيروت، الطبعة: الأولى، 1411هـ - 1991م

[74] ملاحظہ کیجئیے: الأربعین في مباني الإسام وقواعد الحكام، النووی ص122

اور فساد کے تدارک کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ سکوں کو سوائے ان افراد کے کوئی نہیں ڈھل سکتا جنکو مسلمان حکمران نے اجازت دی ہوئی ہو[75]۔ ابن خلدون فرماتے ہیں کہ سکوں میں اصلاح کی ذمہ داری مسلمان حکمران کی ہے۔ اسکی ذمہ داری میں یہ بات بھی شامل ہے کہ وہ انفراد کے ساتھ سختی سے پیش آئے جو ان امور میں دخل اندازی کرتے ہوئے فساد کا سبب بنتے ہیں[76]۔ امام ابو حنیفہ کے شاگرد عزیز امام ابویوسف کے نزیك سکہ ڈھلنے یعنی نقدی کے جملہ امور کا تعلق صرف مسلمان حاکم کے ساتھ ہے[77]۔ جب ہم کرپٹو کرنسی کو اس تناظر میں دیکھتے ہیں تو یہاں معاملہ الٹا نظر آتا ہے۔ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ یہ کرنسیاں احتکار کا سبب بنتی ہیں کیونکہ اس سے براہ راست نقود کے گردشی عمل پر اثر پڑتا ہے[78]۔ کچھ افراد کے نزیك یہ کرنسیاں معاشی استحکام کے لیے مضر ہے کیونکہ انکے پیچھے کوئی حکومتی یا بینك کی ضمانت نہیں ہوتی[79]۔ کرپٹو کرنسی میں جو بات ہمیں سب سے زیادہ اہمیت کے حامل دکھائی دیتی ہے وہ ہے اس وجہ کو پہچاننا جس کی خاطر لوگ یہ کرنسیان خریدتے ہیں۔ شریعت میں کسی بھی بھی معاہدہ یا عقد کی اہمیت کو جانچنے میں سب سے اہم بات اس معاہدہ یا عقد کے مقصد کو سمجھنا ہوتاہے[80]۔ جب ہم کرپٹو کرنسی کو اس تناظر میں دیکھتے ہیں تو یہ بات واضح ہوکے سامنے آتی ہے کہ اسکا شاید ہی کوئی خریدار ایسا ہو جو اس نیت کے ساتھ اسکو خریدتاہو کہ یہ ایك بہترین کرنسی ہے بلکہ لوگوں کے اس میں دلچسپی کے پیچھے ان کرنسیوں کے روز بروز قیمتوں کا بڑھنا ہے۔ کسی بھی چیز کی قیمت کے مستقبل میں بڑھنے کی امید پر سرمایہ کاری کے عمومی طور پر دو بڑے نقصان ہوتے ہیں۔ اس کا پہلا نقصان تو یہ ہوتا ہے کہ اس سے ذخیرہ اندوزی کو فروغ ملتا ہے یعنی جس طرح ایك ذخیرہ انداز اپنے مال کو بازار سے اس وقت تك دور رکھتا ہے جب تك بازار میں اس کی قیمت بڑھ نہ جائے۔ ایسا عمل تجارتی سرگرمیوں کو روك دیتا ہے جبکہ اس کا دوسرا نقصان یہ ہوتا ہے کہ اس سے جوے کو فروغ ملتا ہے۔ جوے میں بھی ایك شخص کی ہمیشہ یہی کوشش ہوتی ہے کہ وہ ایسی جگہ سٹا لگائے جس کے بارے میں اسکا خیال ہوتا ہے کہ مستقبل میں وہ اسکو فائدہ دے گی۔ یعنی ایسے عمل سے ایك طرف تو تجارتی سرگرمیاں کو نقصان پہنچتا ہے تو دوسری طرف اس سے جوے کا رجحان بڑھ جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ باوجود اسکی ہر طرف پھیلی ہوئی شہرت کے کسی بھی اسلامی ملك بشمول ملائیشا کے ان کرنسیوں کو نقدی کا درجہ تا حال نہیں دیا گیا البتہ یہ بات درست ہے کہ ملائیشا اور دیگر کچھ ممالك بشمول متحدہ عرب امارات اور ترکی وغیرہ میں اسے بطور مال تجارت یا اثاثہ کے قبول کیا جاتا ہے۔ یہاں یہ بات بھی اہمیت کا حامل ہے کہ اگر کرپٹو کرنسی کو اس میں پائے جانے والے ثمنیت کی صفت کی وجہ سے نقدی تسلیم کر لیا جائے تو اس پر بیع الصرف کے تمام احکامات لاگو ہونگے[81]۔ جسکا سادہ سا مطلب یہی ہوگا کہ ان کرنسیوں کی خرید وفروخت دیگر کرنسیوں سے کمی بیشی کے ساتھ جائز نہیں ہوگابالکل اسی طرح جس طرح امام مالك نے چمڑے کے ان ٹکڑوں کے بارے میں کہا تھا جنہیں اگر لوگ بطور کرنسی استعمال کرنا شروع کرے[82]۔

---

[75] ملاحظہ کیجئیے: الأحكام السلطانية، القاضي أبي يعلى ص 181

[76] ملاحظہ کیجئیے: المقدمة، ابن خلدون ص 526، دار الفكر، بيروت، الطبعة: الثانية، 1408 هـ - 1988 م

[77] ملاحظہ کیجئیے: نصاب الإحتساب، عمر بن محمد بن عوض السَّنَامي ص117، مكتبة الطالب الجامعي ، مكة المكرمة

[78] ملاحظہ کیجئیے: ما ذا تعرف عن عملة البتكوين، أحمد عصام الدين بنك السودان المركزى العدد 73

[79] ملاحظہ کیجئیے: مجلة جامعة الشارقة للعلوم الشرعية والدراسات الإسلامية شوال 1440 ھ العدد 1

[80] ملاحظہ کیجئیے: القواعد الفقهية، محمد بكر إسماعيل ص39 الأشباه والنظائر لابن الملقن 325/1

[81] جمہور علماء کے نزدیك جب بھی کوئی شیہ بطور ثمن استعمال ہونا شروع ہوجائے تو اس پر بیع الصرف کا اطلاق ہوگا یعنی انکا تفاضلا ایك مجلس میں فروخت یا ادھار میں فروخت حرام ہوجائے گا۔ ملاحظہ کیجئیے: بدائع الصنائع، الكاساني 234/5، دار الكتب العلمية، الطبعة: الثانية، 1406هـ - 1986م

[82] ملاحظہ کیجئیے: المدونة 3 / 5 یہاں امام رحمہ اللہ نے فرمایا کہ لوگ اگر جمڑے کے ٹکڑے بھی بطور کرنسی استعمال کرنا شروع کردیں تو میں ان کو سونا چاندی کے بدلے خرید وفرخت کو پسند نہ کرتا۔